احادیث میں مخفی علل کی پہچان: قدیم نقاد محدثینؒ کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

Detecting Hidden Defects in Hadith: An Analytical Study of the Methodology of Classical Hadith Critics

مقالہ نگار: شہباز علی

پی ایچ۔ڈی سکالر، بحریہ یونیورسٹی، کراچی کیمپس

E-Mail: bazi2009@gmail.com

معاون مقالہ نگار: ڈاکٹر اورنگزیب

ایسوسی ایٹ پروفیسر، بحریہ یونیورسٹی، کراچی کیمپس

E-Mail: aurangzeb.bukc@bahria.edu.pk

To site this article:

1. **Mr. Shehbaz Ali, 2. Dr. Aurangzeb, January-June 2026 (Vol. 13, Issue 1 2026)**

Bannu University Research Journal in Islamic Studies (BURJIS), 5 (1), 01-15
Retrieved from: https://burjis.com/index.php/burjis/article/view/363

Received on 26/04/2026	Published on 23/05/2026

احادیث میں مخفی علل کی پہچان: قدیم نقاد محدثینِ کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

Detecting Hidden Defects in Hadith: An Analytical Study of the Methodology of Classical Hadith Critics

Abstract

This research article presents an analytical study of the methodology employed by hadith scholars in identifying hidden defects (*ʿilal khafiyyah*) within Prophetic traditions. Hadith constitutes the second primary source of Islamic law after the Qur'an, and its preservation has led scholars to formulate highly rigorous and sophisticated principles. Among these disciplines, *ʿIlm ʿIlal al-Ḥadīth* stands out as a particularly intricate and critical field, through which concealed flaws in narrations—despite their apparent soundness—are detected and evaluated. The paper examines the lexical and technical definitions of *ʿillah* (defect), the concept of a defective (*muʿallal*) hadith, and the significance of this discipline in light of the statements of early hadith authorities such as Ibn al-Madīnī, Abū Ḥātim al-Rāzī, Abū Zurʿah al-Rāzī, Imām al-Tirmidhī, and others. Furthermore, it highlights the contemporary neglect of this science and the resulting scholarly inaccuracies, thereby underscoring the necessity and relevance of the present study. The primary objective of this research is to systematically present the principles and methodological stages through which hidden defects are identified according to the classical scholars. In this regard, key steps such as the comprehensive collection of transmission routes (*ṭuruq*), identification of the central narrator (*madār*), comparative analysis of the narrations of the narrator's students, and the application of critical indicators (*qarāʾin*) for preference and evaluation are discussed in detail. Additionally, the study outlines the four foundational components of hadith analysis: the classification of the defect (*jins al-ʿillah*), its underlying cause (*sabab al-ʿillah*), the means of detecting the defect (*asbāb idrāk al-ʿillah*), and the criteria for preference and critical judgment. Through a practical case study, the article demonstrates how hadith scholars distinguish between sound and defective narrations by comparing multiple chains of transmission. The findings indicate that the science of *ʿilal* is highly subtle, experience-based, and deeply analytical, requiring exceptional memory, profound understanding, and comprehensive knowledge of narrators and their conditions. The study concludes by emphasizing the urgent need to revive this discipline in contemporary academic and pedagogical settings, promote practical training in *ʿIlm al-ʿIlal*, and encourage further research in Urdu to ensure precision and reliability in the understanding of hadith.

Keywords: ʿIlm ʿIlal al-Ḥadīth, Hadith e Muʿallal, Methodology of Hadith Scholars, Hadith Criticism, Hidden Defects (*ʿIlal Khafiyyah*), Indicators of Preference and Critical Evaluation (*Qarāʾin al-Tarjīḥ wa al-Taʿlīl*)

تعارف

حدیثِ نبوی اسلامی مآخذ میں سے دوسرا اہم اور بنیادی ماخذ ہے، جس کے متن اور سند کی حفاظت کے لیے محدثین نے انتہائی جانفشانی سے اصول و ضوابط مرتب کیے۔اس کے لیے مختلف اصطلاحات اور فنون وضع کیے ان میں سے ایک نہایت دقیق فن" علمُ

علل الحديث "ہے، جس کے ذریعے حدیث میں پائے جانے والے خفی نقائص کو پہچانا جاتا ہے۔ اس علم میں محدثین محض ظاہری صحت (ظاہر السند و عدالت الراوی) پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اس کے پسِ پردہ موجود مختلف نقائص جن کو اصول کے تحت ثابت کیا جاتا ہے، ان کی بناء پر اس متن یا سند کا فنی تجزیہ کرتے ہیں اور اس پر کوئی حکم لگاتے ہیں۔ علمُ العلل علوم حدیث کی نہایت جلیل القدر، پیچیدہ اور اہم اقسام میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی اس بحرِ بے کنار میں وہی لوگ چھلانگ لگا سکتے ہیں جو غیر معمولی حافظہ، وسیع تجربہ اور تیز فہم رکھتے ہوں۔

ابن حجر نے علم العلل کے بارے میں فرمایا: "یہ علومِ حدیث کی سب سے زیادہ پیچیدہ اور دقیق اقسام میں سے ہے، اور اسے وہی شخص انجام دے سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تیز فہم، وسیع حافظہ، رواۃ کے مراتب کی پہچان، اور اسناد و متون پر مضبوط ملکہ عطا کیا ہو۔ اسی لیے اس فن میں صرف چند ہی ائمہ نے گفتگو کی ہے، جیسے علي بن المديني، أحمد بن حنبل، امام بخاري، يعقوب بن شيبہ، ابو حاتم وابو زرعہ رازي اور دار قطني۔" مزید فرماتے ہیں: "بعض اوقات معلِّل کی تعبیر اپنے دعویٰ پر مکمل دلیل قائم کرنے سے قاصر رہتی ہے، جیسے زرگر (جوہری) دینار و درہم کو پرکھتا ہے لیکن اس کے پاس دلیل نہیں ہوتی۔"[1]

ابن المديني کا قول ہے: "میرے نزدیک ایک حدیث کی علت جان لینا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں بیس ایسی احادیث لکھ لوں جو میرے پاس نہیں ہیں۔"[2] اور ابن مهدي فرماتے ہیں: "میرے لیے ایک حدیث کی علت جان لینا دس احادیث حاصل کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔"[3] امام حاکم نے لکھتے ہیں: "یہ اپنے اعتبار سے ایک مستقل علم ہے، جو صحیح و سقیم اور جرح و تعدیل سے الگ حیثیت رکھتا ہے۔" اور یہ بھی فرمایا: "حدیث کی علل کی پہچان ان تمام علوم میں نہایت اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔"[4]

اسی اہمیت کے پیشِ نظر بعض محدثین اس علم کے لیے باقاعدہ خصوصی مجالس منعقد کیا کرتے تھے۔

ابن عبد الحكم کہتے ہیں: "ہم نے امام شافعی جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اہلِ حدیث اور ان کے ناقدین ان کے پاس آتے اور اپنی آراء پیش کرتے۔ بعض اوقات وہ ناقدین کی تنقید پر بھی علت وارد کر دیتے اور انہیں حدیث کی ایسی باریک علل سے آگاہ کرتے جن تک ان کی نظر نہ پہنچی ہوتی، چنانچہ وہ وہاں سے اٹھتے تو حیرت میں ڈوبے ہوتے۔"[5]

خطیب بغدادي فرماتے ہیں:

"علمِ حدیث سے سب سے زیادہ مشابہ چیز زرگری اور دینار و درہم کی جانچ ہے۔ کیونکہ دینار و درہم کی عمدگی نہ اس کے رنگ سے پہچانی جاتی ہے، نہ چھونے سے، نہ چمک یا میل کچیل سے، نہ نقش و نگار سے، اور نہ ہی اس کے چھوٹے یا بڑے ہونے، یا تنگ و کشادہ ہونے سے؛ بلکہ اسے جانچنے والا ماہر دیکھ کر پہچان لیتا ہے کہ کون سا سکہ کھوٹا ہے، کون سا خالص ہے اور کون ملاوٹ شدہ۔ اسی طرح حدیث کی تمیز بھی ایک ایسا علم ہے جسے اللہ تعالیٰ طویل مشق اور مسلسل توجہ کے بعد دلوں میں پیدا فرما دیتا ہے۔"[6]

ان تمام باتوں سے علم العلل کی اہمیت اور اس فن کا مشکل ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ اسی ہمیت کے پیشِ نظر اس تحقیق میں محدثین نقاد کا وہ طریقہ جس کو اپنا کر کسی حدیث کی علت معلوم کی جا سکتی ہے بیان کیا جائے گا۔ اگرچہ اس تحقیق کو پڑھ کر کوئی علل حدیث کی پہچان میں ماہر تو نہیں بنے گا لیکن اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ علم کتنا پیچیدہ ہے اور ایک ایک حدیث کی علت معلوم کرنے کے لیے نقاد کو کتنی محنتِ شاقہ کرنی پڑتی ہے۔

تحقیق کی ضرورت و اہمیت:

موجودہ دور قحط الرجال کا دور ہے علم علل حدیث کو جاننے اور اس کے مطابق احادیث کی جانچ پرکھ کرنے والے لوگ ناپید ہیں، بہت سے لوگ علم حدیث کے ساتھ شغف کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن اس فن سے ناواقفیت کی وجہ سے ایسی ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں جو حدیث کے ساتھ ناانصافی بلکہ حدیث جیسے مقدس علم کی اہانت ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہنے والے بھی حدیث کی تدریس میں ظاہری سند پر بھروسہ کرکے احادیث بیان کر رہے ہوتے ہیں اور اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔ عللِ خفیہ کی پہچان پر عمومی طور پر کم توجہ دیتے ہیں کیونکہ ان میں سے اکثر میں اس کی اہلیت ہی نہیں ہوتی۔ نتیجتاً بعض اوقات ایسی روایات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جو کہ اہلِ فن کے نزدیک معلول ہوتی ہیں۔ اس تحقیق میں وہ طرق ذکر کیے ہیں جن کو استعمال کرکے کوئی شخص حدیث میں موجود علت تلاش کر سکتا ہے۔

مقاصدِ تحقیق:

1۔ اس تحقیق میں علت کی پہچان کے لیے محدثین کے وضع کردہ اصول معلوم ہو سکیں گے۔

2۔ نقاد کے اصول کے تحت کسی حدیث میں علت تلاش کرنے کا کیا طریقہ کار ہوتا ہے؟ اس کو بیان کرکے کم از کم ایک حدیث میں موجود علت کی پہچان کرنا۔

تحقیقی سوالات:

اس تحقیقی مضمون میں درج ذیل سوالات کے جوابات مل سکیں گے:

1. محدثین کے نزدیک" علت "کا مفہوم کیا ہے؟
2. کسی حدیث میں علت تلاش کرنے کے لیے کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے؟
3. دراسۂ حدیث کے بنیادی ارکان کیا ہیں؟

دراسات سابقہ:

فنِ عللِ حدیث میں متعدد جلیل القدر محدثین نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔اس فن کی بنیاد رکھنے اور اس کے اصول و تطبیقات کو مدوّن کرنے والے ائمہ میں امام ابن المدینی، ابن ابی حاتم، اور امام ترمذی کا نام نمایاں ہے۔ذیل میں ان کی متعلقہ کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

1. **العلل لابن المدینی**

امام علی بن عبد اللہ بن جعفر المدینی (م 234ھ) کی کتاب العلل فنِ عللِ حدیث کی اولین اور بنیادی کتب میں شمار ہوتی ہے۔اگرچہ یہ کتاب

مختصر ہے، لیکن اس میں امام ابن المدینی نے متعدد روایات کی سندی حیثیت پر تبصرہ کرتے ہوئے ان میں موجود علتوں کو بیان کیا ہے۔کتاب کا اسلوب اختصار پر مبنی ہے مگر اس میں ارسال، وقف، تدلیس، اختلاط جیسے دقیق فنی نکات موجود ہیں۔ امام بخاری، امام مسلم اور

دیگر محدثین نے ان کے طرزِ نقد کو بطور نمونہ اپنایا۔یہ کتاب فن کی بنیاد کو سمجھنے کے لیے نہایت مفید ہے۔[7]

2. العلل لابن أبي حاتم الرازی

امام عبد الرحمٰن بن أبي حاتم الرازی (م 327ھ) کی یہ کتاب اپنے والد امام أبو حاتم رازی (م 277ھ) کے علمی افادات پر مشتمل ہے، جو سوال و جواب کے انداز میں مرتب کی گئی ہے۔ العلل لابن أبي حاتم کو فنِ علل میں ایک جامع اور تطبیقی کتاب کی حیثیت حاصل ہے، جس میں ہزاروں احادیث کی سندی حالت اور رواۃ کی جرح و تعدیل پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ یہ ائمۂ علل کی عملی آراء کا ذخیرہ فراہم کرتی ہے، جس سے علمِ علل کا عملی و اجتہادی پہلو واضح ہوتا ہے۔فنِ حدیث کے محققین کے لیے یہ کتاب ایک میدانی تطبیق (Practical application) کا نمونہ ہے۔[8]

3. العلل للترمذی (العلل الصغری)

یہ کتاب امام محمد بن عیسیٰ الترمذی (م 279ھ) کی تالیف ہے، اور ان کی معروف جامع ترمذی کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے، اسی لیے اسے العلل الصغری بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں امام ترمذی نے متعدد احادیث کی سند، طرق، اور صحت و ضعف پر تبصرہ کیا ہے، اور ساتھ ساتھ امام بخاری، امام احمد بن حنبل، اور دیگر ائمہ کی آراء بھی ذکر کی ہیں۔ اگرچہ کتاب مختصر ہے، لیکن امام ترمذی کی نقدی بصیرت، ائمہ کے اقوال کا تقابلی تجزیہ اور فنِ علل کی ابتدائی تدوین اس میں نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔اس کی مشہور شرح "شرح علل الترمذی لابن رجب الحنبلی ہے۔جس میں بہت سے اضافات اور اصول وضوابط موجود ہیں جو اس فن میں رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔[9]

4. منهج النقد في علوم الحديث لنور الدين عتر

ڈاکٹر نور الدین عتر (م 2020ء) کی یہ کتاب معاصر علمی حلقوں میں علمِ حدیث کے اصول و مباحث کو مربوط اور منہجی انداز میں پیش کرنے والی اہم کتب میں شمار ہوتی ہے۔اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ یہ قدیم و جدید طرز تحقیق کے امتزاج سے لکھی گئی ہے، جس کی بنا پر یہ جامعات کے طلبہ، محققین اور اساتذہ کے لیے یکساں مفید ہے۔[10]

5. علوم الحدیث از مفتی محمد تقی عثمانی

مفتی محمد تقی عثمانی کی تصنیف "**علوم الحدیث**" اردو زبان میں فنِ حدیث کی ایک جامع، مختصر اور بلیغ کتاب ہے جو ابتدائی اور متوسط سطح کے طلبہ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔یہ کتاب روایتی درسِ نظامی کے اسباق کے تناظر میں لکھی گئی ہے جس میں محدثین کے قائم کردہ اصول و قواعد کو بیان کیا گیا ہے۔

مصنف نے اس کتاب میں علم حدیث کی مختلف اقسام جیسے صحیح، حسن، ضعیف، موضوع، شاذ، منکر، مدرج، مرسل، معضل وغیرہ کو واضح مثالوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسماء الرجال، جرح و تعدیل، علم علت، اور علم مصطلح الحدیث کے دیگر اہم مباحث کو بھی شامل کیا ہے۔ کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کا اعتدال پسند انداز اور محدثینِ امت کی تعبیرات کو ان کے سیاق و سباق کے ساتھ پیش کرنا ہے۔

مجموعی تجزیہ:

فنِ حدیث، بالخصوص علل اور نقدِ روایات، کے فہم و ارتقاء میں یہ تمام کتب مختلف زمانی و منہجی تناظر میں فنِ حدیث کی گہری جہات کو

نمایاں کرتی ہیں۔ ابن المديني اور ابن أبي حاتم نے بنیاد رکھی، ترمذی نے اس کو صحاح کے دائرے میں داخل کیا، اور نور الدین عتر نے اسے

معاصر جامعاتی تحقیق کے مطابق پیش کیا۔ ان کتب کے ذریعے خفیہ علت کی تشخیص، اسناد کا نقد، راوی کی عدالت و ضبط، اور متون کا تجزیہ جیسی دقیق مباحث کو گہرائی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اردو زبان میں مفتی محمد تقی عثمانی کی کتاب مدرسہ سطح کے طلبہ کے لیے آسان، روایتی اور مرتب انداز میں ہے، اس کا مطالعہ حدیث فہمی، اصولِ نقد اور علمِ رجال کے مباحث کو باریکی اور گہرائی کے ساتھ پیش کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

تاہم اس تحقیق میں ناقدین کے طریق نقد کو مرحلہ وار سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے، جو کہ مندرجہ بالا کتب میں بیان نہیں ہوا۔

حدیث کی لغوی تعریف:

"حدیث" کا مطلب ہے "نئی بات" اس کی جمع "احادیث" آتی ہے، اگرچہ یہ (صرفی) قاعدے کے خلاف ہے۔

حدیث کی اصطلاحی تعریف:

"حدیث" اُس چیز کو کہا جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو، خواہ وہ قول ہو، یا فعل، یا تقریر (یعنی کسی بات پر آپ کا خاموشی اختیار کرنا)، یا آپ کی کوئی صفت ہو۔[11]

سند کی تعریف:

سند کے دو معانی ہیں:

1. حدیث کو اس کے قائل (نبی کریم ﷺ یا راوی) کی طرف سند کے ساتھ منسوب کرنا۔
2. وہ راویوں کی سلسلہ وار زنجیر جو متن (حدیث کے الفاظ) تک پہنچاتی ہے۔

متن کی لغوی تعریف:

زمین کا وہ حصہ جو سخت اور اونچا ہو۔

متن کی اصطلاحی تعریف:

وہ کلام (الفاظ) جس پر سند ختم ہوتی ہے۔[12]

مدار کی تعریف:

الراوي الذي تلتقي الأسانيد عنده مهما تعددت فينفرد بالحديث مطلقاً عمن يتفرد به مطلقاً الیٰ أن يبلغ الصحابی أو من دونه ۔[13] "مدار وہ راوی ہے جس پر کسی حدیث کی تمام اسناد ملتی ہوں، یعنی ان سب کی سندیں اسی پر آکر ختم ہوتی ہیں اور اسی کی طرف لوٹتی ہیں"۔ آسان لفظوں میں مدار مصنف کی طرف سے وہ راوی ہوتا ہے جو تمام اسانید میں پایا جاتا ہے۔

علت کی تعریف:

"علت" عربی زبان میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہے، جن میں بیماری، عذر، دلیل، اور کسی چیز سے روکنے والا سبب شامل ہیں۔

العلة (بمعنیٰ مرض): اس سے مراد بیماری ہے، اور اس کا حامل معتل کہلاتا ہے۔ اعتل یعنی بیمار ہو گیا، پس وہ علیل ہے۔ کہتے ہیں: لا أعلك الله یعنی اللہ تمہیں کسی بیماری میں مبتلا نہ کرے۔ اور اعتل عليه بعلة یعنی کسی عذر کے ذریعے ٹال دیا، اعتله یعنی کسی کام سے معذور کر دیا، اور اعتله کا ایک معنی اس پر ظلم کرنا بھی ہے۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں: علّ المريض يعلّ علة فهو عليل یعنی مریض بیماری میں مبتلا ہوا تو وہ علیل ہے۔[14]

اور رجل علالة یعنی ایسا شخص جو کثرتِ امراض کا شکار ہو۔ اسی باب (یعنی کمزوری) سے یہ بھی ہے کہ علّ من الرجال اس بوڑھے آدمی کو کہتے ہیں جو ضعف کے باعث سکڑ گیا ہو اور جس کا جسم کمزور ہو چکا ہو۔[15]

علت کی اصطلاحی تعریف:

علامہ نووی نے علّت کی تعریف یوں کی ہے: "والعلة عبارة عن سبب غامض قادح مع أن الظاهر السلامة منه"[16]
وہ ایک ایسا مخفی اور قادح سبب ہے، حالانکہ بظاہر حدیث اس سے محفوظ ہوتی ہے۔

ملا علی القاری کہتے ہیں: (واصطلاحا: ما(فيه أي حديث (فيه) أي وفي إسناده (علة) وهي كماسيجيء: عبارة عن عيب خفي غامض طرأ على الحديث، وقدح في صحته مع أن الظاهر السلامة منه.»[17] (یعنی اصطلاحاً علت سے مراد، کسی حدیث کی سند میں ایسا عیب ہو جو مخفی اور دقیق ہو، جو حدیث کی صحت میں خلل ڈال دے، حالانکہ بظاہر وہ حدیث اس سے محفوظ نظر آتی ہو۔)

حدیث معلل کی تعریف:

ابنِ صلاح کہتے ہیں:" فالحديث المعلل هو الحديث الذي اطلع فيه على علة تقدح في صحته، مع أن ظاهره السلامة منها."[18]

"حدیثِ معلَّل وہ حدیث ہے جس میں ایسی علّت پائی جائے جو اس کی صحت میں خلل ڈالتی ہو، حالانکہ بظاہر وہ اس سے محفوظ دکھائی دیتی ہے"۔

یہ صورت اس سند میں بھی پائی جا سکتی ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہوں اور جو بظاہر صحت کی تمام شرائط پر پوری اترتی ہو۔ ایسی علّت کی پہچان میں راوی کا تفرد، دوسرے رواۃ کی اس سے مخالفت، اور دیگر قرائن سے مدد لی جاتی ہے جن سے اہلِ فن اس علت کو

پہچان لیتے ہیں کہ کہیں موصول کو مرسل یا مرفوع کو موقوف یا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل تو نہیں کر دیا گیا، یا کسی راوی سے وہم سرزد ہوا ہے، یا اس کے علاوہ کوئی اور سبب ہے۔

علامہ عراقی کہتے ہیں : فالحديث المعلل هو: الحديث الذي اطلع فيه على علة تقدح في صحته مع أن ظاهرة السلامة منها [19] "حدیثِ معلل وہ حدیث ہے جس میں ایسی علّت پر اطلاع حاصل ہو جائے جو اس کی صحت میں خلل ڈالتی ہو، حالانکہ بظاہر وہ اس سے محفوظ ہوتی ہے"۔

بعض محدثین نے علت کے معنیٰ میں کچھ توسع کیا ہے، وہ ہر اس سبب قادح فی الحدیث کو علت قرار دیتے ہیں جو عمل بالحدیث سے مانع ہو، وہ ظاہر ہو یا خفی۔[20]

حدیث کی علت جاننے کے طریقے:

یہ عنوان اس تحقیق کا سب سے اہم حصہ ہے، علم علل الحدیث میں اس کو بہت اہمیت حاصل ہے، یہ سب سے مشکل کاموں میں سے ایک ہے۔ بلکہ اس علم کا ثمرہ اور مغز بھی یہی کام ہے۔

سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ ائمہ فن نے احادیث کے اعلال کا کام کیوں کیا؟ اس کا جو عام طور سبب نظر آتا ہے وہ "غرابت" یعنی کسی روایت میں عجیب پن ہے۔

اس استغراب کی دو بڑی وجوہات ہیں: مخالفت اور تفرد۔ اسی لیے محدثین نے غرائب، افراد اور فوائد پر بہت ہمیشہ اعتراض کیا، کیونکہ اکثر ایسی روایات معیوب نکلتی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: "جب آپ سُنیں کہ محدثین کہہ رہے ہیں، یہ حدیث غریب ہے یا یہ فائدۃ ہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ غلط ہے یا حدیث کے اندر کوئی اور کلام داخل ہو گیا ہے۔" اور فرمایا: "انہوں نے حدیث چھوڑ کر غرائب کی طرف توجہ کی، یہ بہت ناسمجھی ہے۔"[21]

تفرد اور مخالفت کسی بھی ناقد کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں، بسا اوقات غرابت بھی مخالفت کی علامت ہوتی ہے، خواہ وہ اختلاف سند میں ہو یا متن میں۔ گویا علِت کے پیچھے جو اسباب ہوتے ہیں وہ اکثر ایک ہی سبب، یعنی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں تفرد بھی آتا ہے۔ اس لیے ان دونوں چیزوں کو سمجھ کر محدثین کی تعلیلات کو سمجھنا ممکن ہوتا ہے۔

حدیث کی علت معلوم کرنے کے مراحل:

احادیثِ نبویہ میں مخفی علل کو معلوم کرنے کے لیے، علمِ عللِ حدیث کے محقق کو چند نہایت دقیق منہجی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، جن میں جمع، استقراء، موازنہ اور نقد کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ یہ مراحل درج ذیل ہیں:

پہلا مرحلہ: طرق اور روایات کو جمع کرنا:

تحقیق کا آغاز حدیث کے تمام طرق اور روایات کو ان کے مختلف مصادر سے جمع کرنے سے کیا جاتا ہے، خواہ وہ مسانید ہوں، معاجم ہوں، جوامع ہوں یا مصنفات۔ اس مرحلے کو تخریجِ حدیث کہا جاتا ہے، اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر بعد کی پوری نقدی تحقیق کا مدار ہوتا ہے۔ علی بن المدینی کا قول ہے: "الباب إذا لم تجمع طرقه لم يتبين خطؤه".[22] "کہ جب تک کسی روایت کے تمام طرق جمع نہیں کیے جائیں گے اس وقت تک اس کی خطا کا پتا نہیں چلے گا"۔

اسی طرح عبد الله بن المبارک کا قول ہے:"إذا أردت أن يصح لك الحديث فاضرب بعضه ببعض۔"[23] کہ جب آپ حدیث کی صحت جاننا چاہیں تو بعض روایات کو بعض پر پیش کریں، یعنی روایات کو جمع کر کے ایک دوسرے سے ملا کر دیکھیں۔

دوسرا مرحلہ: مدار کی تعیین

تمام طرق کو جمع کرنے کے بعد محقق ان کے درمیان تقابل کرتا ہے تاکہ اس راوی یا طبقے کو متعین کرے جس پر روایات کا مدار ہے، خواہ وہ مدار اصلی ہو یا فرعی۔ اس کے ذریعے روایات کے باہمی اتفاق واختلاف کو واضح کیا جاتا ہے۔

تیسرا مرحلہ: تلامذۂ مدار کی روایات کا تقابلی مطالعہ

اس مرحلے میں محقق اس شیخ جو کہ مدارِ روایت ہے، کے شاگردوں کی روایات کا باریک بینی سے موازنہ کرتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان کے درمیان کس حد تک اتفاق یا اختلاف ہے۔ پھر وہ یہ بھی متعین کرتا ہے کہ یہ اختلاف سند میں ہے یا متن میں، اور ہر ایک کی نوعیت کو الگ الگ واضح کرتا ہے۔

چوتھا مرحلہ: صحیح اور غلط یا راجح اور مرجوح روایت کے تعین کے لیے قرائن کا استعمال

جب یہ ثابت ہو جائے کہ مدار کے شاگردوں کی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے، تو محقق پر لازم ہے کہ وہ حدیثی قرائن کو بروئے کار لا کر ان روایات میں موازنہ کرے، تاکہ صحیح روایت کو خطا روایت سے ممتاز کیا جا سکے۔

فائدہ: جو شخص علم العلل میں کام کرنا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ درج ذیل امور کا خاص خیال رکھے اور ان چیزوں کو ازبر کر لے:

أ. ثقہ اور ضعیف راویوں کی پہچان

ب. ان کی تاریخ پیدائش ووفات اور علاقے کا علم

ج. کسی راوی سے مکثر کون ہے؟ یعنی کونسا راوی اپنے کس استاد سے زیادہ روایات کرتا ہے۔

د. کس راوی کے اصحاب کون ہیں اور شیوخ کون کون ہیں؟ اصحاب سے مراد وہ شاگرد ہیں جو درجہ اول کے ہوں، اور شیوخ دوم درجے کے شاگرد ہوتے ہیں۔

ہ. مشہور اسانید کا علم، مثلاً: مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ حماد عن ابراہیم عن علقمہ والاسود عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔

و. مدلسین اور مختلطین کا علم، کہ کون سے رواۃ مشہور فی التدلیس ہیں اور کون سے رواۃ کو اختلاط ہو گیا تھا اور کب اختلاط ہوا تھا، یا کس وجہ سے اختلاط ہوا تھا۔

ز. کونسی اسانید منقطع ہیں؟[24]۔

دراسۂ حدیث کے ارکان:

کسی حدیث کی علت سے واقفیت کے لیے چار بنیادی چیزوں کی تعیین ضروری ہوتی ہے:

1- جنس العلۃ کا تعین:

حدیث میں علت سے مراد وہ غلطی ہے جو راوی سے سرزد ہوتی ہے، اور یہ غلطی مختلف اقسام اور صورتوں میں واقع ہوتی ہے۔ اسی بنا پر حدیثِ معلول کے مطالعے میں محقق کے سامنے سب سے پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس خطا کی نوعیت کو متعین کرے جو راوی سے واقع ہوئی ہے۔

جنس العلۃ کی چند مثالیں یہ ہیں:

أ) مرسل روایت کو موصول بیان کرنا،

ب) موقوف روایت کو مرفوع بنا دینا،

ج) سند میں کسی اضافی راوی کا شامل ہو جانا،

د) سند سے کسی راوی کا ساقط ہو جانا۔

2- سبب العلۃ کا تعین:

جنس العلۃ متعین کرنے کے بعد سبب العلۃ کو معلوم کرنا بھی ایک محقق کے لیے ضروری ہے۔ یعنی یہ جاننے کی کوشش کرے کہ راوی اس خطا میں کیوں مبتلا ہوا؟ کیا وہ بھول گیا تھا؟ یا کسی لفظ میں تصحیف (تحریفِ قراءت) ہو گئی؟ یا اس کی نظر ایک حدیث سے دوسری حدیث کی طرف منتقل ہو گئی؟ یا اس طرح کے دیگر اسباب میں سے کون سا سبب یہاں کارفرما ہے۔

3- ادراکِ علت کے اسباب:

صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ راوی سے خطا ہو گئی ہے، بلکہ یہ بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ محقق نے اس خطا کو کیسے پہچانا اور کن ذرائع کو بروئے کار لایا۔ محقق کبھی حدیث کی تمام روایات کو جمع کر کے نتیجہ اخذ کرتا ہے، اور کبھی راوی کے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیتا ہے؛ مثلاً:

- اس نے اپنے وطن کے علاوہ کسی اور جگہ روایت کی ہو اور اس کے پاس اس کی کتابیں نہ ہوں،
- یا اس نے اختلاط کے بعد حدیث بیان کی ہو،
- یا وہ کسی خاص شیخ سے روایت کرنے میں ضعیف ہو۔

یہ تمام وہ علمی ذرائع ہیں جن کے بغیر ناقد کے لیے مخفی علل کی نشاندہی ممکن نہیں۔

4- ترجیح اور تعلیل کے قرائن:

جب ایک ہی شیخ سے حدیث بیان کرنے میں رواۃ کے درمیان اختلاف ہو جائے، تو صحیح اور غلط روایت میں امتیاز کے لیے راویوں کے مابین ترجیح ضروری ہو جاتی ہے، اور یہ کام نہایت دقیق علمی قرائن کے بغیر ممکن نہیں۔ ان قرائن میں بعض وہ ہیں جو ترجیح کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے: عدد اور کثرت، احفظیت، اختصاص راوی وغیرہ۔ اور بعض وہ ہیں جو تعلیل کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے: راوی کا جماعت کی مخالفت کرنا، یا اس شخص کی مخالفت کرنا جو اس سے زیادہ مضبوط حافظ ہو۔

تطبیقی مثال:

اوپر بیان کیے گئے طریقے کے مطابق ایک حدیث کو ان تمام مراحل سے گزار کر اس سے علت تلاش کرتے ہیں تا کہ اس تحقیق کو پڑھنے والے یہ کام اسی نہج پر کر سکیں:

امام ابن ابی حاتم "علل الحدیث، مسئلہ نمبر 5" میں فرماتے ہیں: وسألت أبا زرعة عن حديث رواه إبراهيم بن عبد الملك، عن قتادة، عن أنس: أن النبي (ص) كان يغتسل بالصاع، ويتوضأ بالمد؟"میں نے ابو زرعہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جسے ابراہیم بن عبد الملک نے قتادہ سے اور انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا ہے، جس کا متن یہ ہے:"أن النبي ﷺ، كان يغتسل بالصاع، ويتوضأ بالمد؟"[25]

ابو زرعہ نے فرمایا: یہ خطا ہے، اس کی درست سند یہ ہے: قتادة ،عن صفية بنت شيبة، عن عائشة، عن النبي (صلیٰ الله عليه وسلم)

علت معلوم کرنے کے مراحل:

سب سے پہلے اس حدیث کی تخریج کی گئی جو درج ذیل ہے:

أخرجها ابن سعد في "الطبقات" (385/1) ، والإمام أحمد في "المسند" (121/6 و249 رقم 24898 و26120) ، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" (49/2) من طريق أبان بن يزيد العطار، وأحمد أيضا (121/6 رقم 24897) ، وأبو داود في "سننه" (92) ، وابن ماجه (268) ، وأبو يعلى في "مسنده" (4858) ، وابن المنذر في "الأوسط" (643) ، والطحاوي (49/2) من طريق همام ابن يحيى، وأحمد (234/6 رقم 25974) ، والطحاوي (49/2) من طريق سعيد بن أبي عروبة، والدارقطني في "السنن" (94/1) من طريق هشام بن أبي عبد الله الدستوائي، جميعهم عن قتادة، به.

وأخرجه الطحاوي (49/2) من طريق إبراهيم بن المهاجر، عن صفية بنت شيبة، به.

تجزیۂ حدیث:

جب اس حدیث کے تمام طرق کو دیکھا گیا تو اس کی دو سندیں ملتی ہیں:

1۔ قتادہ عن انس والی سند ابو اسماعیل ابراہیم بن عبد الملک القنّاد نے بیان کی ہے۔

2۔۔ قتادہ عن صفیہ عن عائشہ والی سند ہمام، شعبہ، ہشام، ابان بن یزید، سعید اور حماد بن سلمہ نے بیان کی ہے۔

ان دونوں میں سے درست سند دوسری ہے۔

جنس العلۃ کی تلاش: جب اس کی علت کو دیکھا تو اس میں ایک سند کو دوسری سند سے بدل دیا گیا تھا۔ اس کو ابدال سند بسند آخر کہا جاتا ہے۔ یہ جنس العلہ کہلائے گی۔

وسائل ادراک العلۃ: یعنی اس علت کو معلوم کرنے کے لیے کیا کیا کام کرنے پڑے؟ تو اس کے لیے

1- حدیث کے طرق اور روایات کو جمع کیا گیا،
2- جرح وتعدیل کے اعتبار سے راویوں کے احوال معلوم کیے گئے،

3- راویوں کے طبقات کو پہچانا گیا۔

سبب العلۃ: یعنی اس غلطی کا سبب کیا بنا؟ تو تلاش کرنے سے یہ بات سامنے آئی:

1- راوی اگرچہ عادل ہے لیکن ان کے ضبط میں کمی ہے۔ ان کے بارے میں امام نسائی نے فرمایا: لا بأس به۔ اور عقیلی نے فرمایا:

2- يهم في الحديث۔ ان کو احادیث میں وہم ہو جاتا ہے۔[26]

3- سلوک الجادۃ، یعنی اس راوی نے جو سند عام مشہور تھی اسی کو بیان کر دیا، جب کہ سند عام طریق سے ہٹ کر تھی۔

ترجیح کے قرائن: غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سند (قتادة ،عن صفية بنت شيبة، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم) کے صواب اور راجح ہونے پر درج ذیل قرائن موجود ہیں:

1- احفظیۃ: قتادہ عن انس والی روایت کے راوی ابو اسماعیل ابراہیم بن عبد الملک القنّاد ہیں۔ جب کہ دوسری روایت کے راوی شعبہ، ہشام، اور سعید جیسے رواۃ ہیں جو کہ احفظ اصحاب قتادۃ کہلاتے ہیں۔[27]

2- اختصاص: دوسری سند کے رواۃ میں ایسے حضرات ہیں جن خصوصیت مع الشیخ حاصل ہے۔ جیسا کہ سعید بن المسیب رحمہ اللہ۔

3- العدد وا لکثرۃ: یعنی ایک طرف ایک راوی ہے اور دوسری جانب کثیر تعداد میں رواۃ موجود ہیں۔

مندرجہ بالا قرائن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دوسری سند یعنی قتادہ عن صفیۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا والی سند صواب ہے، جب کہ قتادہ عن انس والی سند خطا ہے۔

نتائج بحث:

اس پوری تحقیق سے چند باتیں سامنے آئی ہیں:

1. علت سے مراد، کسی حدیث کی سند میں موجود ایسا عیب ہے جو مخفی اور دقیق ہو، جو حدیث کی صحت میں خلل ڈال دے، حالانکہ بظاہر وہ حدیث اس سے محفوظ نظر آتی ہو۔

2. احادیثِ نبویہ میں مخفی علل کو معلوم کرنے کے لیے، علمِ عللِ حدیث کے محقق کو چند نہایت دقیق منہجی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، جن میں جمع، استقراء، موازنہ اور نقد کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ یہ مراحل درج ذیل ہیں:

پہلا مرحلہ: طرق اور روایات کو جمع کرنا،

دوسرا مرحلہ: مدار کی تعیین

تیسرا مرحلہ: تلامذۂ مدار کی روایات کا تقابلی مطالعہ

چوتھا مرحلہ: صحیح اور غلط یا راجح اور مرجوح روایت کے تعین کے لیے قرائن کا استعمال

3. کسی حدیث کی علت سے واقفیت کے لیے چار بنیادی چیزوں کی تعیین ضروری ہوتی ہے:

- جنس العلۃ کا تعین، یعنی یہاں غلطی کیا ہوئی ہے۔

جنس العلۃ کی چند مثالیں یہ ہیں:

- مرسل روایت کو موصول بیان کرنا،
- موقوف روایت کو مرفوع بنا دینا،
- سند میں کسی اضافی راوی کا شامل ہو جانا،
- سند سے کسی راوی کا ساقط ہو جانا۔

- سبب العلۃ کا تعین، یعنی اس غلطی ہونے کا کیا سبب تھا؟ اسبابِ ادراکِ علت یعنی صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ راوی سے خطا ہو گئی ہے، بلکہ یہ بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ محقق نے اس خطا کو کیسے پہچانا اور کن ذرائع کو بروئے کار لایا۔ محقق کبھی حدیث کی تمام روایات کو جمع کر کے نتیجہ اخذ کرتا ہے، اور کبھی راوی کے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیتا ہے، مثلاً:

4- اس نے اپنے وطن کے علاوہ کسی اور جگہ روایت کی ہو اور اس کے پاس اس کی کتابیں نہ ہوں،

5- یا اس نے اختلاط کے بعد حدیث بیان کی ہو،

6- یا وہ کسی خاص شیخ سے روایت کرنے میں ضعیف ہو۔

یہ تمام وہ علمی ذرائع ہیں جن کے بغیر ناقد کے لیے مخفی علل کی نشاندہی ممکن نہیں۔

4. ترجیح اور تعلیل کے قرائن: جب ایک ہی شیخ سے حدیث بیان کرنے میں رواۃ کے درمیان اختلاف ہو جائے، تو صحیح اور غلط روایت میں امتیاز کے لیے راویوں کے مابین ترجیح ضروری ہو جاتی ہے، اور یہ کام نہایت دقیق علمی قرائن کے بغیر ممکن نہیں۔ ان قرائن میں بعض وہ ہیں جو ترجیح کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے: عدد اور کثرت، احفظیۃ، اختصاص راوی وغیرہ۔ اور بعض وہ ہیں جو تعلیل کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے: راوی کا جماعت کی مخالفت کرنا، یا اس شخص کی مخالفت کرنا جو اس سے زیادہ مضبوط حافظ ہو۔

سفارشات:

1. مدارس و جامعات میں اس فن کی تدریس کو فروغ دیا جائے۔
2. اردو زبان میں اس موضوع پر مزید تحقیقات کی جائیں۔
3. اساتذہ و محققین کے لیے علل الحدیث کی عملی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔
4. علمِ علل پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا یا لغت تیار کی جائے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني, نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر-ت عتر, الثالثة (مطبعة الصباح، دمشق, 1421), 89.

[2] أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي ابن ابي حاتم, العلل لابن أبي حاتم, الأولى (مطابع الحميضي, 1427), 10/1.

[3] أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي, الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع, الاولى (مكتبة المعارف, 1403), 452/2.

[4] أبو عبد الله، محمد بن عبد الله النيسابوري الحاكم, معرفة علوم الحديث, الأولى (مطبعة دار الكتب المصرية, 1937), 119، 112.

[5] أبو القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي ابن عساكر, تاريخ دمشق لابن عساكر (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع, 1415), 335/51.

[6] البغدادي, الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع, 382/2.

[7] علي بن عبد الله بن جعفر السعدي بالولاء المديني, العلل لابن المديني, الثانية (المكتب الإسلامي, 1980.)

[8] ابن ابي حاتم, العلل لابن أبي حاتم.

[9] زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن ابن رجب, شرح علل الترمذي ت همام, الأولى (مكتبة المنار-الزرقاء, 1407.)

[10] نور الدين عتر, منهج النقد في علوم الحديث. (ktab INC., 2025)

[11] محمد بن يوسف بن علي بن سعيد، شمس الدين الكرماني, الكواكب الدراري, الثانية (دار إحياء التراث العربي, 1401), 109/5.

[12] محمود الطحان, تيسير مصطلح الحديث, العاشرة (مكتبة المعارف للنشر والتوزيع, 1425), 19.

[13] محمد مجير الخطيب الحسنی, معرفة مدار الاسناد وبيان مكانته فی علم علل الحديث, الاولیٰ (داراليمان للنشر والتوزيع, ١٤٢۴ھ), ٣۵.

[14] الحسنی, معرفة مدار الاسناد وبيان مكانته فی علم علل الحديث, ١/١٧٩.

[15] أبو الحسين أحمد بن فارس بن زكريا ابن فارس, معجم مقاييس اللغة, الثانية (شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده, 1389), 12/4.

[16] أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي, التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير (دار الكتاب العربي, 1405), 44.

[17] علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري, شرح نخبة الفكر للقاري (دار الارقم, د.ت), 252.

[18] عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين ابن الصلاح, معرفة أنواع علوم الحديث (دار الفكر-سوريا، دار الفكر المعاصر-بيروت, 1986), 90.

[19] أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن إبراهيم العراقي, التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح, الاولى (محمد عبد المحسن الكتبي صاحب المكتبة السلفية, 1389), 116.

[20] الحسنی, معرفة مدار الاسناد وبيان مكانته فی علم علل الحديث, 1/189.

[21] عادل بن عبد الشكور بن عباس الزرقي, قواعد العلل و قرائن الترجيح, الاولى (دار المحدث للنشر والتوزيع, 1425), 39.

[22] ابن الصلاح, مقدمة ابن اصلاح, 82.

[23] أبو المنذر محمود بن محمد بن مصطفى بن عبد اللطيف المنياوي, شرح الموقظة للذهبي, الاولى (المكتبہ الشاملة, 1432), 100.

[24] الزرقي, قواعد العلل و قرائن الترجيح, 54.

[25] ابن ابى حاتم, العلل لابن أبي حاتم, ملاحظة 5.

[26] أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي (733ه - 852ه), تهذيب التهذيب, الأولى (مؤسسة الرسالة-بيروت, 1435), 1/75.

[27] ابن رجب, شرح علل الترمذي ت همام, 2/695.